

# شرم تمھے مگر آتی نہیں

SHARAM TUMHEIN MAGAR ATI NAHI



واعظ: حضرت مولانا مفتی طارق مسعود صاحب مدظلہ

## فہرست

| صفحہ نمبر | عنوانات                                   | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| 3         | تمہید                                     | 1         |
| 3         | دونوں قسم کے عامل فراڈی ہوتے ہیں          | 2         |
| 4         | صحابہ کے سوالات کیسے ہوتے تھے؟            | 3         |
| 6         | سکون کی نیند                              | 4         |
| 6         | آحرت کے سوالات کی فکر                     | 5         |
| 6         | صحابہ رضی اللہ عنہم کی دعاؤں کی درخواستیں | 6         |
| 7         | طب و صحت کے بنیادی اور موٹے موٹے اصول     | 7         |
| 8         | رسول اللہ ﷺ کی خوراک، فطری خوراک          | 8         |
| 9         | آحرت کی دعا زیادہ مانگیں                  | 9         |
| 9         | حس میں داخل کرنے والے اعمال میں پہل       | 10        |
| 10        | علماء سے دینی مسائل کے لیے رابطہ کریں     | 11        |
| 10        | طعنے دے دے کر مارو                        | 12        |

الحمد لله محمدًا ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه. ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا. من يهده الله فلا مضل له. ومن يضلل فلا هادي له. ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له. ونشهد أن محمدًا عبده ورسوله.

صلى الله تعالى عليه وعلى آله وأصحابه وبآلهم تسليماً كثيراً.

أما بعد! فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

ومن يومن بالله ويعمل صالحاً يكفر عنه سيئاته ويدخله جنت تجرى من تحتها الأنهار خالد فيها أبداً ذاك الفوز العظيم.<sup>1</sup>

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائیں اللہ پر اور نیک اعمال کریں تو اللہ ان کی خطاؤں کو معاف کرے گا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

**تمہید:** اللہ پر ایمان لانا جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے، یعنی اپنے عقائد و نظریات کو درست کر لینے کے بعد نیک عمل اختیار کرنا۔ مسلمان پہلے والے حصہ میں تو کامیاب ہے۔ اس کا عقیدہ درست ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی توحید پر ایمان رکھتا ہے۔ دوسرے مسئلے (نیک اعمال اختیار کرنا) میں وہ گڑبڑ کر لیتا ہے، کیونکہ نیک اعمال اختیار کرنے کے لیے اپنے نفس کے خلاف چلنا پڑتا ہے۔ انسان کا دل اسے کسی اور طرف لے کر جاتا ہے اور نیک اعمال کسی اور طرف۔ یہ صبح شام کی لڑائی ہے۔ اس میں خاندان سے بھی لڑنا پڑتا ہے، اس میں اپنی ذات سے بھی لڑنا پڑتا ہے، شیطان سے الگ لڑائی ہے اور ماحول سے الگ لڑائی ہے۔ گویا یہ کشتی کا ایک اکھاڑا ہے جس میں ہر وقت کہیں نہ کہیں لڑائی ہو رہی ہے۔ جو لوگ دین دار نہیں ہیں ان کو تو یہ ٹینشن ہی نہیں ہے کہ یہ عمل کرنا جائز ہے یا ناجائز، لہذا وہ ڈاکٹروں سے رابطہ کرتا ہے، مختلف چیزوں کے لیے سیاستدانوں سے رابطہ کرتا ہے اور علماء سے رابطہ ہی نہیں کرتا اور اگر علماء سے رابطہ بھی کرے گا تو وہ دم در دم کے لیے کرے گا کہ جن آگیا ہے یا چڑیل آگئی ہے، آپ اس کو بھگا دیں۔ پھر عامل لوگ ان کو بے وقوف بناتے ہیں۔

**دونوں قسم کے عامل فراڈی ہوتے ہیں:** یہاں ایک چھوٹی سی بات کہ جب بھی عاملوں کا تذکرہ آتا ہے، دل چاہتا

ہے تھوڑی سی بات ضرور کروں۔ میں جو عاملوں کے خلاف بولتا ہوں تو یہ صحیح عاملوں کے خلاف بولتا ہوں، غلط عاملوں کے خلاف نہیں۔ غلط تو غلط ہی ہیں۔ لوگ میری بات کی تاویل کرتے ہیں کہ ہاں کچھ لوگ فراڈی ہیں، مفتی صاحب ان کے بارے میں بولتے ہیں۔ ارے بھائی! سارے ہی فراڈی ہیں۔ یہ جو جن چڑیل اتارنے والے ہوتے ہیں، یہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

➤ ایک تو وہ جو نیک ہوتے ہیں، لیکن عملیات کر کر کے ان کا دماغی توازن خراب ہو جاتا ہے۔

➤ بعض دفعہ ہوتے ہی دو نمبر ہیں۔

میرا اپنا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ عامل چاہے اچھے ہوں یا بُرے، سارے ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ فراڈی ہوتے ہیں، اس لیے روحانی عملیات کے لیے آیۃ الکرسی، سورۃ الفاتحہ وغیرہ کا ورد کیا کرو، یہ کافی ہے۔

**صحابہ کے سوالات کیسے ہوتے تھے؟:** جب بے دین لوگ علماء سے رابطہ کرتے ہیں تو پریشانی دور کروانے کے لیے کرتے ہیں کہ کوئی پڑھنے کو بتادیں گے یا کوئی تعویذ گنڈے کر دیں گے، لیکن دین دار آدمی جو رابطہ کرتا ہے وہ یہ پوچھنے کے لیے کہ میرے اس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض تو نہیں ہو جائیں گے؟ کیونکہ حلال و حرام کا علم علماء کے پاس ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اللہ نے یہ علم پیغمبروں کو دیا، اسی وجہ سے جب آپ احادیث دیکھیں کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ سے سوالات پوچھتے تھے تو ان کے سوالات اور ہمارے سوالات میں بہت بڑا فرق ہے۔ صحابہ ایسے سوالات پوچھتے تھے کہ آپ ہمیں کوئی ایسا طریقہ بتادیں کہ جس کے کرنے سے اللہ ہم سے خوش ہو جائے۔ یہ سوالات زیادہ ہوتے تھے۔ یہ نہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! بچی کی شادی اٹکی ہوئی ہے، کوئی وظیفہ بتادیں۔ یا رسول اللہ! میرا کاروبار نہیں ہو رہا، آپ کچھ پڑھنے کو بتادیں۔ بس اکاؤ کا ایسے واقعات ہیں کہ صحابہ دعا کے لیے حاضر ہو گئے ہوں۔ زیادہ تر ایسے واقعات ہیں کہ صحابی نبی کے پاس آئے اور فرمایا کہ ڈلنی علی عمل یدخلنی الجنة<sup>2</sup>۔ یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں پہنچادے۔ ویسے تو آپ ﷺ نے جو بھی اعمال بتائے ہیں وہ سارے جنت والے ہی ہیں، جن چیزوں سے بچنے کا حکم دیا اور جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا سب کے لیے ایک قاعدہ کلیہ ہے، لیکن ڈلنی: میری ذات کو ملحوظ رکھتے ہوئے، میرے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی ایسا خاص عمل مجھے بتادیں جس کے لیے میری اہمیت دوسروں سے زیادہ ہو۔ جیسے ایک آدمی بد نظری بہت زیادہ کرتا ہے اور دوسرے اعمال درست ہیں تو جو اس کے اعمال جانتا

2: باب إمارة الأذى، الأدب المفرد للبخاری، حدیث: 228. باب صلة الأرحام، شعب الإیمان للبيهقي، حدیث: 7568. من اسمه محمد، باب الميم، المعجم الأوسط للطبرانی، حدیث: 7737. حدیث ابن المتفق، مسند القبائل، مسند أحمد، حدیث: 27154. كتاب الزكاة، صحيح ابن خزيمة، حدیث: 2503.

ہے وہ اس کو یہ بولے گا کہ تم بس یہ عمل چھوڑ دو اور ایک آدمی میں کوئی برائی نہیں، بس نماز میں کمزور ہے تو وہ کسی بزرگ کے پاس جائے گا جو اس کے حالات جانتے ہوں اور کہے گا کہ مجھے نصیحت کریں اور کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں لے جائے تو وہ بزرگ اس کے حالات کے لحاظ سے بتائیں گے کہ تمہارے باقی اعمال تو درست ہیں، لیکن نماز میں کمزور ہے۔ تم نماز پڑھ لو جنت میں چلے جاؤ گے۔ تو صحابہ اپنی ذات کے لحاظ سے پوچھتے تھے کہ یا رسول اللہ! میری ذات کے لیے کچھ بتائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی آپ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اوصنی<sup>3</sup>: مجھے کسی بات کی وصیت کیجیے۔ وصیت وہ ہوتی ہے جو انسان مرتے وقت کسی کو حکم کرتا ہے۔ مرتے وقت جو کسی کو حکم کرتا ہے وہ بہت لگا بندھا اور اہم ہوتا ہے۔ مرنے والا کبھی آلتو فالتو باتیں نہیں کرتا، بہت اہم ترین بات ہوگی جو وہ کر کے جائے گا، اس حکم کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ تو جب صحابی فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت کریں۔ کیا مطلب؟ بہت اہم حکم دیں جو میری ذات کے لحاظ سے ہو اور اس کو پکڑ کے بیٹھ جاؤں، تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں اور جہنم سے بچ جاؤں۔ آپ ﷺ کو ان کے بارے میں معلوم تھا کہ ان میں ساری اچھائیاں ہیں، بس ایک برائی ہے کہ غصہ کے بہت تیز ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لا تغضب! لا تغضب! لا تغضب! فردد مرارا: ایک بار نہیں، کئی بار آپ نے یہ لفظ دہرایا کہ غصہ مت کرو! غصہ مت کرو! غصہ مت کرو! کیا مطلب؟ کہ غصہ اپنے اوپر طاری نہ ہونے دو، کیونکہ ایک دفعہ آجاتا ہے تو پھر انسان آگ میں جلنے لگتا ہے اور نہ آنے کے بہت سارے طریقے ہیں۔ یہ الگ موضوع ہے۔ لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ صحابہ کرام کو فکر تھی کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے۔ یہاں ہمیشہ نہیں رہنا، یہاں سے آگے جانا ہے، پھر وہاں جنت ہے یا جہنم۔ جنت کی لالچ اور جہنم کا خوف انہیں مجبور کرتا تھا کہ کون سا ایسا کام کریں کہ جو ہمیں جنت میں لے جائے۔ جیسے آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کسی کے امتحانات ہوتے ہیں تو وہ باقی ساری چیزوں کو چھوڑ کر اسی تجسس میں لگا رہتا ہے کہ سوالات کون کون سے آئیں گے، تاکہ میں ان کی تیاری کر لوں، تو جس کو آخرت میں کامیابی کی فکر ہے، جنت کی حوروں کی لالچ ہے، جنت کی نہروں کی لالچ ہے، جنت کے باغات کا متلاشی ہے۔ دنیا کا امتحان دینے والے کو تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ میں پاس ہو جاؤں گا تو اچھی جاب (job) لگ جائے گی اور ایک ڈیڑھ لاکھ تنخواہ ہو جائے گی۔ ایک ڈیڑھ لاکھ میں کتنے باغات خرید لے گا، کتنا کمالے گا، کتنے مزے اڑالے گا؟ زیادہ سے زیادہ مزدوں کا تصور کر لے، لیکن وہ بیس تیس سال کے مزے ہیں، پھر بوڑھا ہو جائے گا اور بوڑھے کے لیے سارے مزے کر کرے، میٹھا کھانے کے پیسے ہیں، لیکن کھا نہیں سکتا۔ اس سے وہ غریب اچھا نہیں جو پانچ روپے کالڈو لے کر کھا لیتا ہے؟

3: باب الحذر من الغضب، کتاب الأدب، صحیح البخاری، حدیث: 6116، باب لا یقضی وهو غضبان، کتاب آداب القاضی، السنن الکبیر للبیہقی، حدیث: 20279.

**سکون کی نیند:** میں نے ایک ریڑھی والے کو دیکھا کہ وہ ریڑھی پر ہی رات کو سو رہا ہے صبح تک ریڑھی پر خراٹے لے کر سویا ہے، وہ گھر گیا ہی نہیں۔ جب اٹھا تو میں نے پوچھا کہ بھائی! یہ کیا؟ تو کہہ رہا ہے: یار! دیر ہو گئی تھی، میں نے سوچا: یہیں سو جاؤ۔ اب یہ نیند ایسی لذیذ نعمت ہے کہ جس کو نہ ملے تو ساری دنیا کی دولت اس کے قدموں میں لا کر رکھ دو، خدا کی قسم! اس نعمت کا متبادل کوئی بھی نہیں ہے، سکون ہی نہیں ملے گا اس کو۔ جس کو اللہ نے نیند کی نعمت دی ہے وہ خود سو جاتا ہے۔ خدا کی قسم! اگرچہ وہ غریب ہو، اس دولت مند سے زیادہ مزدوں میں ہے جو ایئر کنڈیشنر لگا کے بھی نہیں سو رہا ہے، اس کو نیند ہی نہیں آ رہی تو کیا فائدہ اس ایئر کنڈیشنر کا اور اس گدے کا؟ اس سے وہ ریڑھی والا اچھا ہے جو سکون سے سو جاتا ہے۔

**آخرت کے سوالات کی فکر:** میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس دنیا کی دولت جو حقیقی معنی میں عیاشی دیتی بھی نہیں ہے، اگر دے تو وہ بھی تھوڑے دن کی، دس بیس سال کی، اس کے بعد بڑھا پاپے اور دنیا کی کوئی دولت اس بڑھاپے کو نہیں روک سکتی۔ اس تھوڑی سی کامیابی کے لیے وہ سوالات جو پوچھے جائیں گے اس کی فکر میں لگا رہتا ہے، لیکن آخرت کی تیاری جو اس سے بڑی ہے اور وہ جنت جو اس سے کروڑ ہا گنا زیادہ ہے، اس جنت کی فکر میں کبھی کسی مولوی سے یہ پوچھنے نہیں آتا کہ اس جنت میں داخلے کے لیے جو میرے لیے اہم سوالات ہیں مجھے وہ بتائیں، تاکہ میں ان کی تیاری کر لوں۔ آئے گا تو بس پریشانی لے کر کہ یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، کوئی وظیفہ بتادیں۔ بس یہ چیزیں چل رہی ہیں مارکیٹ میں۔ صحابہ کرامؓ نبی کے پاس آ کر پوچھتے تھے کہ ہمیں کوئی ایسا عمل بتادیں جس سے ہم جنت میں چلے جائیں۔ جنت کے اتنے حریص تھے کہ اکثر دعا بھی یہی کرواتے تھے۔ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

**صحابہ کرامؓ کی دعاؤں کی درخواستیں:** صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پوچھتے تھے کہ اے اللہ علیٰ عمل یدخلنی الجنة: ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے ہم جنت میں چلے جائیں اور اکثر اسی کے لیے دعا مانگتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت کے ستر ہزار 70000 لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو تعویذ، دم، درود (دم سے مراد اس میں غلو ہے) وغیرہ نہیں کرتے تھے اور اللہ پر توکل کرتے تھے۔ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس سے جائز تعویذ مراد ہے، کیوں کہ یہ بھی توکل کے اعلیٰ درجہ کے خلاف ہے۔ تو فوراً حضرت عکاشہؓ کھڑے ہوئے

اور فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ادعنی أن يجعلني الله منهم<sup>4</sup>: میرے لیے دعا کریں کہ اللہ ان ستر ہزار میں مجھے بھی داخل کر لے۔ صحابہ کرام ان چیزوں کے لیے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

### صحت و طب کے بنیادی اور موٹے موٹے اصول: آج لوگ دعا بھی کرواتے ہیں تو بس دنیا کے لیے کہ حضرت

میرے لیے دعا کر دیں کہ میری نوکری لگ جائے یا میں امتحان میں پاس ہو جاؤں یا حضرت میری صحت ٹھیک نہیں، میرے لیے دعا کر دیں تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہوا ہے صحت کو؟ حضرت! معدہ میں کچھ عجیب سی گرانی سی محسوس ہوتی ہے، دماغ میں کچھ ٹینشن سی محسوس ہوتی ہے۔ کھاتے کیا ہو؟ صبح چار انڈے، پراٹھوں کے ساتھ، پھر آفس میں جا کر چائے پی رہا ہے، پھر اس کے علاوہ کٹکا بھی چل رہا ہے، پھر دوپہر کو پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے اور سوتا نہیں ہے۔ یاد رکھو! دوپہر کے کھانے کے بعد نہ سونا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔ جو نہیں سوتا، اس کی صحت کا بہت جلدی بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔ حدیث سے بھی ثابت ہے اور تحقیق سے بھی ثابت ہے۔ حدیث میں تو آتا ہے کہ قیلوا فإن الشيطان لا يقيل<sup>5</sup>: دوپہر کو کھانے کے بعد قیلو لہ کیا کرو، کیونکہ شیطان قیلو لہ نہیں کرتا۔ دوپہر کے بعد نہ سونے کو شیطانی عمل قرار دیا ہے تو اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ بہت اہم ہے۔ سائنس کی تحقیق سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔ یاد رکھیں! دماغ کو جتنی تھکاؤٹ کھانا کھانے سے ہوتی ہے، اتنی محنت مزدوری والے کام سے بھی نہیں ہوتی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم باڈی بلڈنگ کرتے ہیں اور دوڑتے ہیں، اس سے دماغ تھکتا ہے۔ اس سے دماغ کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ سارا دن بھاگتے رہیں، سارا دن پتھر اٹھاتے رہیں، اس سے دماغ کو کوئی تھکاؤٹ نہیں ہوتی۔ نیند دماغ کی تھکاؤٹ کو دور کرنے کے لیے ہے اور بھاگنے سے دماغ نہیں تھکتا، ٹانگیں تھکتی ہیں۔ اس سے تو دماغ کو تفریح ملتی ہے۔ جتنی بھی جسمانی ورزشیں ہیں ان سے دماغ کو فرحت ملتی ہے۔ دماغ جو تھکتا ہے وہ سوچنے سے تھکتا ہے اور کھانا کھانے سے تھکتا ہے، اس لیے کہ جب ہم کھانا کھاتے ہیں تو جسم کا سارا خون معدہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے، کیونکہ معدہ اس کھانے کو گھمانا شروع کر دیتا ہے۔ اب اگر آپ دماغ کو جگا کے رکھیں تو دماغ کی طرف خون کی گردش کم ہو جاتی ہے اور دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لیے دوپہر کو کھانے کے بعد اگر سو جائیں تو دماغ کو آرام بھی ملے گا اور خون معدہ کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور پھر معدہ صحیح کام کرے گا۔ اس لیے آپ ﷺ نے دوپہر کو کھانے کے بعد سونے کی ترغیب دی ہے۔ جن لوگوں کو کھانے کے بعد سونے کا ٹائم نہیں ملتا ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ جا ب چھوڑ دیں اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر دوپہر کا کھانا چھوڑ دیں۔ بس ہلکا پھلکا سا کچھ کھالیں،

4: باب: يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، كتاب الرقاق، صحيح البخاري، حديث: 6542. باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، كتاب الايمان، صحيح مسلم، حديث: 367.  
5: من اسمه احمد، باب الألف، المعجم الأوسط للطبراني، حديث: 28.

تاکہ دماغ پر بوجھ نہ ہو، ورنہ اس سے درجنوں بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ یاد رکھیں! زیادہ نیند انسان کے لیے ضروری نہیں ہے، بلکہ وقت پر نیند انسان کے لیے ضروری ہے، چاہے تھوڑی ہو۔ وقت کی نیند اور زیادہ نیند میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہمارے ہاں زیادہ سونے کا بہت رواج ہے اور وقت پر سونے کا رواج نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے میں نے ایک آدمی کو دیکھا بہت دبلا پتلا تھا، حالانکہ وہ جم بھی کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی کہ تم کھاتے پیتے نہیں ہو؟ اس نے کہا: بہت کھاتا ہوں تو میں نے پوچھا کہ کب کھاتے ہو؟ تو اس نے بولا کہ میں مغرب کے بعد ورزش کرتا ہوں تو اگلے دن دوپہر کو کھانا کھاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ جب آپ اتنی ورزش کرتے ہیں تو آپ کے جسم کو خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ نہیں ملتی تو پھر جسم آپ کی چربی اور ہڈیوں کے گودے کو کھا جاتا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ جب آپ ورزش کریں تو اس کے بعد تھوڑا بہت کھالیا کریں، یہ آپ کے جسم کو لگے گا۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ رات کو بچے کو کچھ نہ کچھ کھلا کر سلائیں، کیوں کہ جب معدہ خالی ہوگا تو وہ پھر بچے کو ہی کھانا شروع کر دے گا اور اس سے بچوں کی گروتھ کم ہو جاتی ہے اور بڑھتے نہیں ہیں۔ یہ صحت و طب کے موٹے موٹے اور بنیادی اصول ہیں۔

### رسول اللہ ﷺ کی خوراک، فطری خوراک: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے جو ہمیں تعلیمات

دی ہیں ان کے برحق ہونے کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں کوئی معمولی سی سنت بھی ایسی نہیں ہے جو انسان کی صحت کے لیے نقصان دہ ہو۔ مثال کے طور پر دائیں کروٹ پر سونا، کہنے کو تو کچھ بھی نہیں ہے، لیکن دائیں کروٹ پر سونے میں اور بائیں کروٹ پر سونے میں صحت کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نبی ﷺ نے جیسی خوراکیں کھائی ہیں وہ اس لیے کھائی ہیں کہ عرب میں اس کا رواج تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے عرب میں رواج بھی نبی کے دور میں ایسا ڈالا کہ بعد میں اگر کوئی نبی کی منتخب کردہ خوراک بھی کھانا چاہے تو بھی کوئی ڈاکٹر اسے منع نہیں کر سکے گا کہ یہ نقصان دہ ہے۔ یہ بتانے کے لیے اللہ نے یہ کام کیے، تاکہ پتا چل جائے کہ پیغمبروں کی زندگی سو فیصد فطرت کے مطابق ہوتی ہے۔ پیغمبر کی زندگی جسمانی و روحانی دونوں لحاظ سے فطرت کے مطابق ہے۔ جس کا جسم فطرت کے خلاف نہیں چلتا اس کی روح بھی فطرت کے خلاف نہیں چلتی۔ وہ تعلیمات ساری نیچر کو اپیل کرتی ہیں۔ اس کی میں ایک دو مثالیں دے دوں کہ ہم کھاتے ہیں گندم اور گندم میں بہت طاقت ہے، مگر نبی گندم نہیں کھاتے تھے، بلکہ وہ جو کھاتے تھے جو گندم سے کم طاقتور ہے، لیکن صحت کے لیے مفید زیادہ ہے، جبکہ گندم اتنی مفید نہیں ہے۔ گندم سے چربی پیدا ہوتی ہے اور جو جتنی بھی کھالیں اس سے موٹاپا نہیں ہوتا۔ پھر آپ کھجور کو دیکھ لیں۔ ممکن ہے آپ کہیں کہ گندم میں چونکہ مٹھاس زیادہ ہوتی ہے اور جو میں کم ہوتی ہے، اس لیے گندم سے موٹاپا آتا ہے تو کھجور میں تو

بہت زیادہ مٹھاس ہوتی ہے، پھر تو کھجور کھانے والے کو بہت زیادہ موٹا ہو جانا چاہیے، لیکن نبی نے چونکہ کھجور کھائی ہے، اس لیے اللہ نے کھجور میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ جسم کو موٹا نہیں کرتی۔ اسی طرح نبی ﷺ اونٹنی کا دودھ پیتے تھے، حالانکہ اگر اللہ چاہتے تو عرب میں بھینسوں کا رواج کر دیتے، لیکن پھر ہم بتاتے کیا کہ نبی نے دودھ تو بھینس کا پیا ہے اور مفید زیادہ اونٹنی کا ہے تو غیر مسلم کہہ سکتا تھا کہ تمہارے نبی نے یہ والا کام انسانی صحت کے لحاظ سے اچھا نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے عرب میں اونٹنی، بھیڑ، بکری کا رواج رکھا ہے، بھینس کا رواج نہیں رکھا اور ان تینوں کا دودھ بہت مفید ہے اور موٹاپا پیدا نہیں کرتا اور جب موٹاپا نہیں ہے تو بیماریاں بھی نہیں ہیں۔ ساری بیماریاں مثلاً گولسٹروں، دل کا مرض وہ سب یہیں سے شروع ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ نے دودھ اُبالے بغیر پیا ہے اور جو دودھ اُبالے بغیر تازہ پیا جائے وہ صحت کے لیے زیادہ مفید ہے، بنسبت اس دودھ کے جو اُبال لیا جائے اور ہم پیتے ہیں بھینس کا دودھ اور وہ بھی اُبال کر، تو اس سے یہ ہو رہا ہے کہ بھینس جیسے بنتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ بھی بتا دوں کہ فریح میں رکھا ہو اور دودھ اُبال کر پینا ڈبے والے دودھ سے ہزاروں گنا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو خوراکیں دی ہیں ان خوراکیوں پر اگر لوگ آجائیں تو آپ دیکھیں کہ لوگوں کی صحت قابل رشک بن جائے۔

**آخرت کی دعا زیادہ مانگیں:** بات یہاں سے شروع ہوئی تھی لوگ صحت وغیرہ کے بارے میں پوچھنے آتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کاموں کے لیے دعا نہیں کروانی چاہیے، بلکہ ان کے ساتھ ساتھ آخرت کے لیے بھی کروانی چاہیے اور زیادہ اسی چیز کی درخواست کرنی چاہیے کہ حضرت! میرے لیے دعا کریں کہ میں بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤں، وغیرہ۔

**جنت میں داخل کرنے والے اعمال میں پہل:** جیسے ہی نبی ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے تو فوراً حضرت عکاشہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان ستر ہزار میں داخل کر دے تو اللہ کے رسول ﷺ نے دعا کی: اللہم اجعل عکاشة منہم: یا اللہ! ان ستر ہزار میں عکاشہ کو بھی داخل کر دے۔ پھر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبقک بہا عکاشة<sup>6</sup>: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔ آپ ﷺ کو یقیناً بذریعہ وحی علم ہو گیا ہو گا کہ یہ اس کے لیے ہے، جو پہلے نمبر پر کھڑا ہو گا۔ اس حدیث سے علماء نے بہت سے مسائل اخذ کیے ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو کسی نیکی میں پہل

6: باب: یدخل الجنة سبعون ألفا بغیر حساب، کتاب الرقاق، صحیح البخاری، حدیث: 6542. باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب، کتاب الإیمان، صحیح مسلم، حدیث: 367.

کرتا ہے اس کا جو مقام و مرتبہ ہوتا ہے وہ بعد والوں کا نہیں ہوتا۔ اب پہلی مرتبہ جن صحابی کے دل میں داعیہ پیدا ہوا ان کو جنت کی حرص زیادہ تھی اور بعد والے صحابی ان کو دیکھ کر کھڑے ہوئے جو اس بات کی علامت ہے کہ ان کے اندر جنت کی حرص پہلے والے کی نسبت کم ہے۔ تو اس سے کتنا بڑا فرق ہو گیا کہ پہلے والے کو نبی کی دعا مل گئی اور دوسرے نبی کی دعا سے محروم ہو گئے۔ ممکن ہے کہ دوسرے والے بھی انہی ستر ہزار میں داخل ہوں، لیکن ان کے لیے نبی کی دعا نہیں تھی۔ یہ نبی کے لیے تو جائز ہے کہ دعا کے لیے منع کر دیں، لیکن کسی امتی کے لیے جائز نہیں ہے۔ مثلاً کسی عالم سے کوئی دعا کروائے کہ وہ بھی ان ستر ہزار میں داخل ہو جائے، پھر وہ عالم دعا کرے اور پھر کوئی دوسرا کھڑا ہو جائے کہ میرے لیے بھی دعا کریں تو عالم کو چاہیے کہ اس کے لیے بھی دعا کرے، کیوں کہ نبی کو تو علم ہو گیا ہوگا، لیکن اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ منع کرے۔

**علماء سے دینی مسائل کے لیے رابطہ کریں:** لہذا توکل والا کام کریں گے تو نبی کی بشارت بھی ہوگی کہ بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، کیوں کہ اللہ کو ایسے توکل والے لوگ پسند ہیں جن کی نظر اللہ پر ہو۔ انسان کو دنیا کے امتحان کے لیے فکر اس چیز کی ہوتی ہے کہ سوالات کون کون سے آئیں گے، تاکہ میں ان سوالات کی تیاری کر لوں۔ اگر ہمیں آخرت کی فکر ہے تو ہمارا علماء سے رابطہ بھی حلال و حرام کے بارے میں ہونا چاہیے کہ حضرت یہ جو میں کام کر رہا ہوں، آخرت میں ان کے بارے میں مجھ سے سوال تو نہیں ہوگا؟ جیسے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ مفتی صاحب! میرے والد صاحب کے تین فلیٹ ہیں اور ہم تین بھائی ہیں اور ایک بہن بھی ہے۔ والد صاحب نے تینوں فلیٹ ہم تینوں بھائیوں کے نام کر دیے اور بہن کو کچھ نہیں دیا۔ مجھے ڈر یہ ہے کہ قیامت کے دن میرے والد سے اس بارے میں سوال تو نہیں ہوگا؟ آپ مجھے بس یہ بتادیں کہ یہ ظلم تو نہیں ہے؟ اگر ظلم ہے تو ہم اپنے والد کو سمجھائیں گے اور اگر وہ نہیں مانے تو میں خود اپنے حصہ سے اپنی بہن کو دے دوں گا، تاکہ والد صاحب قیامت کے عذاب سے بچ جائیں۔ جو والد کے لیے اتنی فکر کر رہا ہے اس کو اپنے لیے کتنی فکر ہوگی؟ یہ فکر آج لوگوں میں ختم ہو گئی ہے اس کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی کو اللہ نے عمل صالح سے تعبیر کیا ہے۔ نیک عمل صرف یہ نہیں ہے کہ بندہ اشراق، چاشت، تہجد وغیرہ پڑھ لے۔ یہ تمام چیزیں بھی درجات بلند کرنے کے لیے ہیں، لیکن اصل چیز حقوق اللہ اور حقوق العباد ہے۔ حقوق اللہ میں فرائض و واجبات شامل ہیں اور حقوق العباد میں مالی لین دین ہے کہ کسی کا حق آپ نے نہیں کھانا، شادی شدہ ہو تو بیوی کا نان نفقہ پورا دینا ہے وغیرہ۔ اس کا بھی سوال ہوگا۔

**طعنے دے دے کر مار دو:** آج کل یہ بہت سننے کو مل رہا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو خرچہ نہیں دیتا اور عورتیں مظلوم

ہوتی ہیں، برداشت کر رہی ہوتی ہیں۔ خود گھر میں پڑا ہے اور بول رہا ہے کہ تم کماؤ۔ حیرت ہے کہ یہ کیسے پڑا ہوا ہے؟ رشتہ دار اس کو طعنے دے دے کر کیوں نہیں ماردیتے؟ ورنہ دوست احباب اور رشتہ دار وغیرہ ایسے لوگوں کو طعنے دے کر ہی ماردیتے ہیں۔ ایسے آدمی کو تو محلے میں رہنے کا حق ہی نہیں ہونا چاہیے۔ لوگ کہیں کہ کیسا آدمی ہے کہ بیوی کو خرچہ نہیں دیتا؟ ایک دفعہ ہم نے سنا کہ ایک آدمی نے اپنے ابا کو تھانے میں بند کروادیا۔ جتنا بھی اختلاف ہو جائے، لیکن تھانے میں بند نہیں کرواتے، کیوں کہ اس کو پتا ہے کہ اگرچہ ابا اتنے نالائق ہیں کہ ان کو بند کروانا میرا حق ہے، لیکن وہ لوگوں کے طعنے سے ڈرتا ہے کہ لوگ تو مجھے طعنے دے دے کر ماردیں گے کہ جیسے بھی تھے، لیکن تھے تو تیرے ابا۔ بہت ساری چیزیں انسان اپنی عزت کی حفاظت کے لیے کرتا ہے۔ اس لیے ایسے لوگوں کو طعنے دیا کرو اور ایسے ہی جہیز لینے والے کو طعنے دے دے کر مادو کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ جو چیز شریعت نے تم پر لازم کی ہے (مہر)، جس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا، وہ تم نے ابھی تک نہیں دی اور جو چیز شریعت میں ہے ہی نہیں (جہیز)، وہ تم پہلے ہی اپنے گھر پر لے کر آگئے۔ اور اسی طرح بارات کا کھانا ہے کہ اسلام میں اس کا بھی تصور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی چار بیٹیوں کی شادی کی اور کسی ایک کی بھی بارات نہیں کی۔ نبی جیسا سخی، جو سخاوت کے دریا تھے، وہ اپنی بیٹی کی شادی پر کسی کو کچھ بھی نہیں کھلا رہے، تو پھر کون ہے جو نبی کے مقابلے میں سخاوت کا علمبردار بنتا ہے؟ اور کہتا ہے کہ میں بارات کا کھانا کھلاؤں گا۔ یہ تمام چیزیں ہندوؤں سے آئی ہیں اور نام ان کو سخاوت کا دیا جا رہا ہے۔ اس لیے یہ ساری رسمیں چھوڑ دو اور جو یہ رسمیں کرتا ہے اس کو بار بار بے شرمی کا طعنے دے دے کر مادو کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ کلمہ تو نبی کا پڑھ رہے ہو اور کام ہندوؤں والا کر رہے ہو، تاکہ معاشرے میں یہ کلچر ختم ہو۔ خلاصہ یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت خیال رکھیں اور آخرت کی فکر کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!